تقدیر کا مفہوم

اب قبل اس کے کہ میں اپنی بساط علمی کے مطابق اس تنزل کا علاج پیش کروں اس تقدیر کے مفہوم کو واضح کرنا چاہتا ہوں۔ تقدیر یہ نہیں کہ انسان اس کے سامنے مجبور محض ہو اور کا تسلط انسان پر ایسا ہو کہ سعی و عمل اس کے سامنے ہیچ اور لاطائل ثابت ہو اگر ایسا ہی ہوتا تو قرآن نہ سعی عمل کا حکم دیتا اور نہ ہی کَانَ سَعْیُکُمْ مَشْکُوْرًا کا مژدہ سناتا، بلکہ یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا اور اس کے لئے قوانین مقرر کئے جن کے ماتحت یہ سارا نظام چل رہا ہے پس یہ تکوین و تدبیر اور اسباب و مسببات کا پورا نظام جو ان قوانین قدرت کے ماتحت چل رہا ہے اس کا نام قرآن نے تقدیر رکھا ہے (خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا)

اب ان قوانین قدرت کا جن کے غلط یا صحیح استعمال پر نفع نقصان مرتب ہوتا انسان کو کلی اختیار ہے کہ ان کا صحیح استعمال کرکے اپنی دنیاوی اخروی زندگی کامیاب بنائے یا غلط استعمال کرکے دنیاوی ذلت اور آخرت میں عذاب کا مستحق ہو بلکہ اللہ نے وحی و الہام کا سلسلہ قائم کرکے انسان کو اس نفع و نقصان سے آگاہ بھی فرما دیا ہے۔

اِنَّا ھَدَیْنٰہُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا۔ تفصیل کا موقع نہیں اس مختصر تبع کو سمجھ کر آپ جواب دیں کہ اس میں جبر اور سلب اختیار ہے؟ یا اختیار و ابتلاء؟ والسلام (باقی) ۱۲

حُبِّ نبی

از مولوی عبدالرؤف خاں صاحب رحمانی

(۱) جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المال سے لوگوں کے سالانہ وظیفے مقرر کئے تو عام لوگوں کی طرح اپنے بیٹے عبداللہ کا بھی دو ہزار مقرر کیا، اور حضرت اسامہ بن زیدؓ کا پانچ ہزار۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر فضیلت دے دی تو حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا۔ اِنَّ اُسَامَۃَ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْکَ

اسامہ حضور پرنور کو تم سے زیادہ محبوب تھے (الاستیعاب)

یہ تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی محمدؐ کو یاد رکھنے والے۔

(۲) ثابت بن دحداحؓ کے تذکرہ میں بلیغ جملے نظر آتے ہیں کہ جب غزوہ اُحد میں مسلمان تتر بتر ہو گئے اور حضور کی وفات کی خبر سن کر مضمحل ہو گئے۔ تو انھوں نے بلند آواز سے پکار کے کہا اِنْ کَانَ مُحَمَّدٌ قُتِلَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ فَقَاتِلُوْا عَنْ دِیْنِکُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ نَاصِرُکُمْ (۲)

یعنی اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو تم بھی اسی مشن کے لئے جان دو (بقیہ صفحہ ۲۶)